© rasailojaraid.com



قسط (۱۴)

# احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی صاحب امینی۔ ناظم دینیات۔ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

(گذشتہ سے پیوستہ)

---

**بعض مسلمانوں کی کھیتی جلانے کا حکم دیا**

(۳۸) حضرت عمرؓ نے سیاست شرعیہ کے تحت بعض مسلمانوں کی کھیتی جلانے کا حکم دیا:

ان المسلمین زرعوا بالشام فبلغ عمر بن الخطاب فامر باحراقه [1]

مسلمانوں نے "شام" میں کھیتی کی جب یہ خبر عمرؓ کو پہونچی تو اس کے جلانے کا حکم دیدیا۔

یہ روایت مرسل ہے اس میں "اسد" راوی ضعیف ہے ممکن ہے یہ حکم اس وقت دیا ہو جبکہ ہر ایک کا وظیفہ مقرر کر کے مسلمانوں کو کھیتی باڑی کرنے سے روک دیا تھا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

اس قسم کے ہر اقدام اور سیاستِ شرعیہ کے ہر فیصلہ کے لئے قرآن و سنت سے دلیل کی ضرورت نہیں ہے بس اس قدر کافی ہے کہ مصلحتِ عامہ سے اس کا تعلق ہو۔ اور اصولِ کلیہ پر زد نہ پڑتی ہو۔

ان السیاسة فعل ینشئ من الحاکم لمصلحة یراها وان لم یرد بذلك الفعل دلیل خبری [2]

سیاست وہ فعل ہے جس کو حاکم مصلحت کے پیشِ نظر مناسب سمجھ کر کرتا ہے اگرچہ اس فعل کی کوئی دلیل نہ مروی ہو۔

---

[1] المحلی ج ۶ احکام المزارعة والمساقات صلا [2] جامع التعزیر الخاتمة فی السیاسة صلا



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جس درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی اس کو کاٹنے کا حکم دیا

(۳۹) حضرت عمرؓ نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں بیعت لی تھی:

| | |
|---|---|
| امر عمرؓ بن الخطاب بقطع الشجرۃ التی | حضرت عمرؓ کے حکم سے وہ درخت کاٹ دیا گیا |
| بویع تحتھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم | جس کے نیچے لوگوں نے رسول اللہؐ سے بیعت کی تھی |
| فقطعھا لانھم کانوا یذھبون یصلون | کیوں کہ لوگ جاکر اس کے نیچے نماز پڑھتے تھے |
| تحتھا فخاف علیھم الفتنۃ۔[1] | جس سے فتنہ کا اندیشہ ہوگیا تھا۔ |

آثار و مظاہر سے محبت طبعی امر ہے جس کی رعایت ضروری ہے اور کبھی اس قدر عقلی بن جاتی ہے کہ ہر ہوشمند اس کے ذریعہ دینی کاز کو تقویت پہونچاتا ہے، لیکن عام حالت میں یہ محبت اگر اس حد تک تجاوز کرجائے کہ شرعی احکام کے مراتب نہ قائم رہ سکیں یا سیاسی بازیگر اس سے کھیلنا شروع کردیں تو دینی لحاظ سے مستقل فتنہ بن کر ہلاکت و بربادی کا پیغام ثابت ہوتی ہے چنانچہ عمرؓ کا قول ہے:

| | |
|---|---|
| انما ھلك من کان قبلکم بھذا یتبعون | تم سے پہلے لوگ اس کی وجہ سے ہلاک ہوگئے انبیاء |
| اٰثار انبیائھم فاتخذوھا کنائس | کے آثار کی اتباع کرتے تھے پھر ان کو عبادت خانے |
| وبیعا[2] | بنالئے۔ |

فتنۂ ارتداد کا زمانہ ختم ہوچکا تھا جس میں "سندان عشق" کی نمود ضروری تھی اور ابوبکرؓ یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ "اگر رسی کی زکوٰۃ بھی رسول اللہؐ کو دیتے تھے اور مجھے نہ دیں گے تو میں جہاد کروں گا" اب "جام شریعت" کی حفاظت کا زمانہ تھا جس میں "جام و سندان باختن" کا مظاہرہ ناگزیر تھا۔ اور عمرؓ درخت کو کاٹ دینے میں حق بجانب تھے۔ کہاں معمولی رسی کی زکوٰۃ نہ دینے پر جہاد کا اعلان اور کہاں ذات اقدسؐ سے مشرف درخت کے نیچے نماز پڑھنے پر ہلاکت و بربادی کا پیغام؟

اس قسم کے واقعات سے جس طرح حالات و زمانہ کی رعایت کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ "ہر ہوسنا کے ندا ند جام و سندان باختن"

---

[1] الاعتصام للشاطبی ج۲ فصل قد یکون اصل العمل مشروعا ص۹۳۔ [2] ایضاً۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



**دفاتر قائم کرکے لوگوں کے وظیفے مقرر کئے**

(۴۰) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت دفاتر قائم کئے اور لوگوں کے وظیفے مقرر کئے۔ خالد بن ولید نے تجویز پیش کی:

قد کنت بالشام فرایت ملوکها دوّنوا دیوانا وجندا واجنوداً۔ [1]

میں نے شام میں بادشاہوں کو دیوان مرتب کرتے اور فوج بھرتی کرتے دیکھا ہے۔

ابوسفیان نے یہ اعتراض کیا:

اِدیوان مثل دیوان بنی الاصفر انك ان فرضت للناس اتکلوا علی الدیوان وترکوا التجارة فقال عمر لابد من هذا فقد کثر فی المسلمین [2]

کہ کیا آپ رومیوں جیسے دفاتر قائم کریں گے؟ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے وظیفوں پر تکیہ کرلیں گے اور تجارۃ چھوڑ دیں گے، عمر نے کہا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں کے "فے" کا مال کثیر ہوگیا ہے

یہ بھی واضح رہے کہ "دیوان" فارسی زبان میں شیاطین کا نام ہے

والدیوان بالفارسیة اسم للشیاطین [3]

اور بعض نے دیوان کو "دیوانہ" کا مخفف کہا ہے۔ [4]

دفاتر قائم کرکے وظیفہ مقرر کرنے میں دو دشواریاں تھیں (۱) رومیوں سے مشابہت اور (۲) خودکار ذریعۂ معاش سے بے رغبتی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے حالت وضرورت کی رعایت سے اس کو ناگزیر سمجھا اور لوگوں کو دفتری نظام میں جکڑ کر بڑی حد تک ان کی آزادی سلب کرلی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ایک عام قانون جاری کرکے مسلمانوں کو کھیتی باڑی سے روک دیا تھا۔ اور شام میں کچھ لوگوں کی کھیتی بھی جلا ڈالی تھی۔

حضرت عمرؓ نے اس نظام کو یہاں تک ترقی دی کہ "العوالی" کے حکام سے وہاں کے لوگوں کی فہرست طلب کی اور ان کے وظیفے مقرر کئے۔ نیز نومولود شیر خوار بچوں کا وظیفہ دودھ چھڑانے کے بعد سے مقرر کیا لیکن جب دیکھا کہ مائیں وظیفہ کی وجہ سے دودھ چھڑانے میں جلدی کر رہی ہیں تو پیدا ہونے کے بعد ہی سے وظیفہ کا حکم دیدیا۔ [5]

---

[1] الاحکام السلطانیہ للقاضی ابی یعلیٰ فصل فی وضع الدیوان ص ۲۲۱ ۔ [2] فتوح البلدان ذکر العطاء فی خلافۃ عمرؓ ص ۴۶۳
[3] الاحکام السلطانیہ للقاضی ابی یعلیٰ وضع الدیوان ص ۲۲۱ ۔ [4] الاحکام السلطانیہ للماوردی وضع الدیوان ۔ [5] فتوح البلدان ذکر العطاء۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



شخصی آزادی اور انفرادی ملکیت دو بڑے "بت" ہیں جن کی مدد سے ایک طبقہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر عیش کرتا ہے اور دوسرا طبقہ محنت و مشقت کے باوجود نانِ جویں کا محتاج رہتا ہے۔

بدقسمتی سے ذرائع پیداوار کی تنظیم میں ان دونوں "بتوں" کو مذہب کا سرٹیفکیٹ حاصل ہوگیا ہے۔ جس کی بناء پر سرمایہ داروں کو مزید تقویت حاصل ہوگئی ہے۔ جب کبھی حالت و ضرورت کی بناء پر اجتماعی کاشت و تنظیم کا ذکر آتا ہے تو فوراً یہ کہہ کر مخالفت شروع کردی جاتی ہے کہ اس میں لامذہبیت سرایت کی ہوئی ہے جو باہر سے برآمد کی گئی ہے گویا اسلام نے اس سلسلہ میں کوئی رہنمائی نہیں کی اور تنظیم و تقسیم میں حالت و ضرورت کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے حالانکہ قاضی ابو یوسف ہارون الرشید سے کہتے ہیں:

وکل ما رأیت ان اللہ تعالیٰ یصلح به امر الرعیة فافعله ولا تؤخره فانی ارجوا ان یکون ذلك موسعا علیه[1]

جس "اقدام" میں آپ سمجھیں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ رعایا کے امور کی اصلاح کرے گا اس میں تاخیر نہ کیجئے مجھے امید ہے کہ اس میں وسعت ہے۔

بس اس قدر کافی ہے کہ وہ "اقدام" مصلحت پر مبنی اور مقاصدِ شرع سے ہم آہنگ ہو نیز کسی اصل و دلیل کے منافی نہ ہو:

الملاءمة لمقاصد الشرع بحیث لا تنافی اصلا من اصوله ولا دلیلا من دلائله[2]

مصلحت مقاصدِ شرع کے مناسب ہو اور کسی اصل و دلیل کے منافی نہ ہو۔

عدل و توازن برقرار رکھنے اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے مالداروں پر طرح طرح کے ٹیکس لگانے کی اجازت ہے[3] غلہ اور پھل وغیرہ سے اتنی مقدار وصول کرنے کی اجازت ہے کہ کوئی محروم اور متوحش نہ ہونے پائے[4]

کیلا یؤدی تخصیص الناس الی ایحاش القلوب[5]

تاکہ پھل وغیرہ میں لوگوں کی تخصیص قلوب کے متوحش بنانے تک نہ پہونچائے۔

حالانکہ پہلے لوگوں سے یہ سب صراحۃً منقول نہیں ہے:

---

[1] کتاب الخراج لابی یوسف فصل وسالت من ای وجہ تجری الخ ص ۱۱۵ [2] الاعتصام للشاطبی ج ۲ الفرق بین البدع والمصالح ص ۳۷

[3] ایضاً ص ۲۹۶۔ [4] ایضاً [5] ایضاً۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



| | |
|---|---|
| وانما لم ینقل مثل هذا من الاولین | چونکہ پہلے سرکاری خزانہ میں زیادہ مال تھا اس لئے |
| لاتساع مال بیت المال فی زمانهم | یہ سب اوّلین سے منقول نہیں ہے بخلاف |
| بخلاف زماننا فان القضیة فیه اجری[1] | ہمارے زمانہ کے کہ معاملہ اس میں زیادہ وسیع ہے۔ |

جب شخصی آزادی و ملکیت پر اس قدر تصرفات ثابت ہیں تو اگر موجودہ دور میں اجتماعی کاشت و تنظیم سے لوگوں کی ہمدردی اور وحشت دور ہوتی ہے تو شریعت میں کیوں کر اس کی اجازت نہ ہوگی ؟ اور اجازت میں حدود و قیود کی پابندی کے ساتھ لامذہبیت کیسے سرایت کر جائے گی ؟

دشواری اس لئے پیش آتی ہے کہ قدیم تنظیم کو مذہب سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اصل وہ تعلیمات ہیں جو اس کے اندر مضمر کی ہوتی ہیں جس طرح "قدیم" کو ان کے ذریعہ مذہبی بنایا گیا تھا اسی طرح "جدید" کو ہر دور میں انکے ذریعے مذہبی بنانے کی ضرورت ہے۔

اگر "جدید" کا صراحۃً ذکر نہیں ہے (اور ہونا بھی نہ چاہئے) تو اس سے اسلام کی جامعیت پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ تنگ دل و تنگ نظر بننے کا کوئی موقع نکلتا ہے۔ خود صحابۂ کرامؓ کو ایسے موقعے پر صراحت کی تلاش ہوئی ہے اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے بلکہ انھوں نے استدلال و استنباط کو رہبر بنا کر تو سیعی پروگرام کو جاری رکھا ہے :

| | |
|---|---|
| فانا نعلم ان الصحابة رضی الله عنهم | ہم جانتے ہیں کہ ان واقعات و حادثات میں جن میں |
| حصروا انظارهم فی الوقائع التی لانصوص | صراحۃً نص نہیں ہے صحابۂ کرامؓ نے اپنی نظر کو |
| فیها فی الاستنباط والردّ الی ما فهموه | استنباط اور اصولِ ثابتہ سے جو کچھ سمجھا تھا اس کی |
| من الاصول الثابتة[2] | طرف لوٹانے میں منحصر رکھا۔ |

جو حضرات اخلاق و عبادات کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اپنے افق سے اپنا کام کر رہے ہیں، لیکن جو لوگ اسلام کو نظامِ حیات کی شکل دینے اور نشاۃ ثانیہ کی نوک پلک

---

[1] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح ص۳۰۷۔ [2] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح ص۳۳۷ فصل فاذا تقرر هذا فلنرجع الخ



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



درست کرنے میں سرگرم عمل ہیں ان کو بہرصورت حالات کی نبض پر انگلی رکھے اور زمانہ کا تیور پہچانے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں نے مذہب کی رہنمائی میں حالات وزمانہ سے بے اعتنائی برتی اور زکوٰۃ وصدقات کے تفصیلی احکام بیان کرکے اسلام کے معاشی نظام سے فارغ ہوگئے تو ملت کو سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے اصل ذمہ دار یہ لوگ قرار پائیں گے۔

**خراج کا نظم قائم کیا** (۴) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت "خراج" کا نظم قائم کیا حالانکہ اس سے پہلے ثبوت نہیں ملتا ہے۔ خراج کے نظم میں زیادہ استفادہ رومی وایرانی دنیا سے کیا گیا تھا جیسا کہ علامہ ماوردیؒ کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وکان السواد فی اوّل ایام الفرس جاریا | سواد عراق میں ایرانی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں |
| علی المقاسمۃ الی ان مسحہ ووضع | پیداوار کی بٹائی کا طریقہ رائج تھا قباد بن فیروز نے زمین |
| الخراج علیہ قباد بن فیروز۔[1] | کی پیمائش کراکے اس پر لگان مقرر کیا۔ |

اسی طرح شام میں ایک قدیم یونانی بادشاہ کا قانون نافذ تھا جس نے پیداوار کے لحاظ سے زمین کے مختلف مدارج قائم کرکھے تھے اور اسی لحاظ سے مختلف قسم کی شرح لگان مقرر کر رکھی تھی۔[2]

نیز مصر میں رومیوں کا قانون لگان نافذ تھا اور لگان کے علاوہ غلہ کی ایک کثیر مقدار پایۂ تخت کے لئے وصول کی جاتی تھی۔[3]

حضرت عمرؓ نے خراج کو باقی رکھا اور ظلم وستم کے طریقوں اور کاشتکاروں کے ساتھ زیادتی پر مبنی قوانین وضوابط کو ختم کردیا۔[4]

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر مذہب قدیم تنظیم کا نام ہوتا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکسوں کے بارے میں ایک بات طے فرمادیتے اور خراج کا نظم قائم کرنے میں رومیوں اور ایرانیوں سے استفادہ کی ضرورت نہ ہوتی۔

---

[1] الاحکام السلطانیہ للماوردی ص۱۲۲۔ [2] الفاروق ج۲ شام۔ [3] کتاب الخطط للمقریزی ص۱۱۱

[4] تفصیل کے لئے راقم کی کتاب اسلام کا زرعی نظام ملاحظہ ہو۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نہ صرف خراج کو باقی رکھا بلکہ سہولت کار اور باشندوں کی رعایت سے دفاتر کی زبان میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

| | |
|---|---|
| ولم یزل دیوان الشام بالرومیۃ حتی ولی عبد الملک [1] | شام کا دفتر ہمیشہ رومی زبان میں رہا یہاں تک کہ عبدالملک خلیفہ ہوئے۔ |
| لم یزل دیوان خراج السواد وسائر العراق بالفارسیۃ فلما ولی الحجاج [2] | سواد اور پورے عراق کے خراج کا دفتر فارسی زبان میں حجاج کے زمانہ تک رہا۔ |

اور سابق افسران کو بھی بڑی حد تک بحال رکھا۔[3]

**ایک کے قتل میں جماعت کے قتل کا حکم دیا**

(۴۲) حضرت عمرؓ نے سیاستِ شرعیہ کے تحت شخصِ واحد کے قتل میں شریک جماعت کو قتل کرنے کا حکم دیا حالانکہ یہ نص سے ثابت نہیں ہے۔

علامہ شاطبیؒ کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| یجوز قتل الجماعۃ بالواحد والمستند فیہ المصلحۃ المرسلۃ اذ لا نص علی عین المسألۃ لکنہ منقول عن عمر بن الخطاب [4] | ایک کے بدلہ جماعت کا قتل کرنا جائز ہے اور مستند اس میں مصلحت مرسلہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی نص ہے لیکن حضرت عمرؓ سے یہ منقول ہے۔ |

**عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کیا**

(۴۳) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا حالانکہ پہلے اس کی ضرورت نہ تھی۔ علیحدگی کے بعد قواعدِ عدالت مقرر کئے، قاضیوں کے انتخاب کے طریقے وضع کئے اور ان کو خاص خاص ہدایتیں دیں۔

ابوموسیٰ اشعری گورنر کے فرمان میں صیغۂ عدالت کے یہ اصول درج ہیں:

| | |
|---|---|
| فان القضاء فریضۃ محکمۃ وسنۃ متبعۃ فافہم اذا ادلی الیک فانہ | قضاء ایک محکم فریضہ اور سنت متبعہ ہے اُس معاملہ کو خوب سمجھو جس کے لئے تمہاری طرف رجوع کیا جائے کسی ایسے حق کا |

---

[1] و [2] فتوح البلدان نقل دیوان الرومیہ ص۲۰۱ ونقل دیوان الفارسیہ ص۳۰۸۔ [3] الخطط للمقریزی ص۱۲۳

[4] الاعتصام للشاطبی ج۲ الفرق بین البدع والمصالح ص۳۰۲



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



لا ینفع تکلم بحق لا نفاذ له آس بین
الناس فی مجلسك وفی وجهك وفی
قضاءك حتی لا یطمع شریف فی
حیفك ولا ییأس ضعیف من عدلك
البینة علی المدعی والیمین علی من
انکر والصلح جائز بین المسلمین الا
صلحاً احل حراماً او حرم حلالاً ومن
ادعی حقاً غائباً او بینة فاضرب
له امداً ینتهی الیه فان بینه
اعطیته بحقه وان اعجزه ذلك
استحللت علیه القضیة فان
ذلك هو ابلغ فی العذر واجلی
للعماء ولا یمنعك قضاء قضیت
فیه الیوم فراجعت فیه رأیك
فهدیت فیه لرشدك ان تراجع
فیه الحق فان الحق قدیم لا یبطله
شیء ومراجعة الحق خیر من التمادی
فی الباطل والمسلمون عدول بعضهم
علی بعض الا مجرباً علیه شهادة
الزور او مجلوداً فی حد او ظنینا
فی ولاء او قرابة فان الله تعالی

تکلم نفع نہیں دیتا ہے جس کے لئے نفاذ نہ ہو اپنی
مجلس اپنے حضور اور اپنے فیصلہ میں لوگوں کو برابر رکھو
تاکہ طاقتور تم سے بے انصافی کی توقع نہ رکھے اور کمزور
تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو۔ مدعی پر بار ثبوت
ہے اور منکر پر قسم ہے۔ صلح بین المسلمین جائز ہے۔
بشرطیکہ وہ کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کرے۔
جو شخص کسی غائب حق کا دعویٰ کرے یا غائب
گواہ کا نام لے تو اس کو مہلت دو تاکہ اس
تک پہونچ سکے۔ اگر موجود کردے تو اس کے
حق میں فیصلہ کرو اور اگر عاجز رہے تو اس کے
خلاف ڈگری دیدو۔ یہ بات عذرداری میں زیادہ
بلیغ اور تاریکی کو زیادہ دور کرنے والی ہے۔
اگر تم نے آج کوئی فیصلہ کیا پھر حق واضح ہوگیا تو
اس میں اپنی رائے سے رجوع کرنے اور نظر ثانی
کرنے کا تمہیں اختیار رہے۔ کیونکہ حق قدیم ہے۔
جس کو کوئی شی باطل نہیں کرسکتی ہے اور باطل
میں پھنسنے سے حق بات کی طرف رجوع کرنا زیادہ
بہتر ہے۔ مسلمان ثقہ ہیں ان میں بعض کی
شہادت بعض کے لئے مقبول ہے۔ البتہ جن پر
حد لگی ہو یا جھوٹی شہادت کے مجرم ہوں یا ولاء و
وراثت میں متہم ہوں وہ مستثنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



تولی من العباد السرائر وستر
علیهم الحدود الا بالبینات
والایمان ثم الفهم الفهم فیما ادلی
الیك مما ورد علیك مما لیس فی
قرآن ولا سنة ثم قایس الامور
عند ذلك واعرف الامثال
ثم اعمد فیما تری الی احبها
الی الله واشبهها بالحق وایاك
والغضب والقلق والضجر
والتاذی بالناس والتنکر عند
الخصومة او الخصوم فان القضاء
فی مواطن الحق مما یوجب الله
به الاجر ویحسن به الذکر فمن
خلصت نیته فی الحق ولو علی
نفسه کفاه الله ما بینه وبین
الناس ومن تزین بما لیس فی
نفسه شانه الله فان الله تعالیٰ
لا یقبل من العباد الا ما کان
خالصا فما ظنك بثواب عند الله
فی عاجل رزقه وخزائن رحمته
والسلام علیك ورحمة الله۔ [1]

خفیہ باتوں سے اعراض کیا ہے اور حدود سے
پردہ پوشی کی ہے اگر گواہ قائم ہوں تو علیحدہ
بات ہے تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ معاملات میں
انتہائی سمجھ بوجھ سے کام لو بالخصوص وہ معاملات
جن کی قرآن و سنت میں صراحت نہیں ہے
ایسی صورتوں میں امثال و نظائر کو تلاش کرو
اور غور و فکر کے بعد ان پر قیاس کرو پھر تمہاری
رائے میں جو بات اللہ کو زیادہ محبوب اور حق
کے زیادہ مشابہ ہو اس پر اعتماد کرو۔ غصہ
ڈانٹ ڈپٹ اضطراب لوگوں کی ایذا رسانی
اور عدالت کے وقت لعنت ملامت سے
پرہیز کرو۔ حق کے مواقع پر ٹھیک فیصلہ سے
اللہ کے نزدیک اجر اور ذکر خیر کے مستحق ہوگے۔
حق کے معاملہ میں جس کی نیت خالص ہوئی اگر
اس کے خلاف کوئی بات پیش آئی تو اللہ اسکی
مدد کرتا ہے اور جو شخص کسی ایسی بات سے
اپنے کو مزین کرتا ہے جو اس کے اندر نہیں ہے
تو اللہ اس کو عیب دار کر دیتا ہے اللہ اپنے
بندوں سے خلوص ہی کو قبول کرتا ہے۔
خلوص پر دنیوی اور اخروی زندگی میں اللہ کے
پاس جو اجر و رحمت کے خزانے ہیں اس کے کیا کہنے؟

[1] اعلام الموقعین ج ۱ رسالۃ عمر الی ابی موسیٰ ص ۹۹



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



حضرت عمرؓ نے قاضی شریح سے فرمایا:

| | |
|---|---|
| ان اقض بما استبان لك من قضاء رسول | جو بات رسول اللہؐ کے فیصلہ سے ظاہر ہو |
| اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لم تعلم کل ما قضیۃ | اس کے مطابق فیصلہ کرو اگر رسول اللہؐ کے |
| رسول اللہ فاقض بما استبان لك من ائمۃ | تمام فیصلوں کا علم نہ ہو تو ائمہ مہتدین کے مطابق |
| المهتدین فان لم تعلم کل ما قضیت بہ ائمۃ | فیصلہ کرو اور اگر ان کے بھی تمام فیصلوں کا علم |
| المهتدین فاجتهد رایک واستشر اهل | نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اہل علم و |
| العلم والصلاح [1] | صلاح سے مشورہ کرو۔ |

ایک اور موقع پر قاضی شریح کو لکھا:

| | |
|---|---|
| اذا حضرك امر لابد منه فانظر ما فی | جب کوئی ناگزیر معاملہ درپیش ہو تو کتاب اللہ |
| کتاب اللہ فاقض بہ فان لم یکن ففیما | میں دیکھو اور اس کے مطابق فیصلہ کرو، اگر |
| قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | اس میں نہ ملے تو رسول اللہؐ کے فیصلوں کو دیکھو |
| فان لم یکن فانت بالخیار فان شئت | اگر اس میں بھی نہ ملے تو تمہیں اختیار ہے اگر |
| ان تجتهد رأیك فاجتهد رأیك وان | چاہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور اگر چاہو |
| شئت ان تؤامرنی ولا ارى مؤامرتك | تو مجھ سے مشورہ کرو اور مشورہ کرنے میں خیر ہی |
| ایای الا خیرا والسلام [2] | خیر ہے۔ |

حضرت عمرؓ نے اپنے خطوط و ہدایات میں صحتِ فہم و حسنِ نیت پر کافی زور دیا ہے گویا یہ دو بنیادی ستون ہیں جن پر عدلیہ کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| صحۃ الفهم نور یقذفه اللہ فی قلب | صحتِ فہم ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ بندہ کے |
| العبد یمیز بہ بین الصحیح والفاسد | دل میں ڈالتا ہے اور جس کے ذریعے صحیح و فاسد |

---

[1] اعلام الموقعین ج ۱ من الرای المحمود الذی توالحمات علیہ الامۃ ص ۹۷ [2] ایضاً



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



| | |
|---|---|
| والحق والباطل والهدی والضلال والغی والرشاد[1] | حق و باطل ہدایت و ضلالت اور رشد و گمراہی میں تمیز ہوتی ہے۔ |

حسنِ نیت کے سلسلہ میں یہ واقعہ عبرت و بصیرت کے لئے کافی ہے:

"بنی اسرائیل کے ایک مشہور قاضی عادل نے وصیت کی کہ دفن کرنے کے ایک عرصہ کے بعد لاش قبر سے نکال کر دیکھی جائے کہ اس میں کچھ تغیر ہوا ہے یا نہیں کیوں کہ میں نے کسی فیصلہ میں ظلم و زیادتی کی ہے اور نہ کسی کی حق تلفی کی ہے۔ سوائے اس کے کہ ایک مقدمہ میں میرا دوست فریق بن کر آیا تو اس کی بات سننے میں اپنے کان کو زیادہ متوجہ کیا ہے۔ حسب وصیت ایک عرصہ کے بعد جب لاش دیکھی گئی تو صرف کان کو مٹی نے کھا لیا تھا اور پورا جسم صحیح و سالم تھا"[2]

صحابہ کرامؓ کے فیصلوں میں یہی دونوں نمایاں ہیں جن کی بناء پر ان کی عدالت ضرب المثل ہے۔

**توسیعی پروگرام کے لئے مستقل مجلس قائم کی**

(۴۴) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کو چلانے کے لئے مستقل مجلس قائم کر رکھی تھی جس کے ارکان میں حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف حضرت معاذؓ بن جبل حضرت ابیؓ بن کعب حضرت زیدؓ بن ثابت وغیرہ اکابر شامل تھے[3]

اس کے علاوہ ایک اور مجلس تھی جو اکابر مہاجرین پر مشتمل تھی اور اس میں روزانہ انتظامات و ضروری معاملات پر گفتگو ہوتی تھی۔

| | |
|---|---|
| کان للمهاجرین مجلس فی المسجد فکان عمر یجلس معهم ویحدثهم عما ینتهی الیه من امر الآفاق[4] | مسجد میں مہاجرین کی ایک مجلس تھی حضرت عمرؓ ان کے ساتھ بیٹھتے اور مملکت کی خبروں سے مطلع کرکے ان سے گفتگو کرتے تھے۔ |

نو پیدا شدہ مسائل جن میں مشورہ اور اجتہاد کی ضرورت ہوتی ان کا نام "صوافی الامر" رکھا تھا[5]

(۴۵) حضرت عمرؓ نے حالات کی رعایت سے قاضیوں کی زیادہ تنخواہیں مقرر کیں تاکہ باہر کی آمدنی کی ضرورت

---

[1] اعلام الموقعین ج فصل النوع البرابع من الرای المحمود ص۱۰۱ ۔ [2] حوالۂ بالا ص۱۰۲ ۔ [3] کنز العمال ج۳ کتاب الخلافۃ مع الامارۃ من قسم الافعال ص۱۳۲ ۔ [4] فتوح البلدان ۔ [5] اعلام الموقعین ج من الرای المحمود ص۵۷ ۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نہ رہے اور حالات کی رعایت سے یہ قانون مقرر کیا کہ قاضی دولتمند اور معزز شخص ہی کو بنایا جا سکتا ہے کیوں کہ دولتمند سے رشوت نہ لینے کی زیادہ توقع تھی اور معزز سے مرعوب نہ ہونے کی زیادہ امید تھی [۱]

**معلّموں اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں**

(۴۶) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت معلّموں اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں حالانکہ اس سے پہلے ثبوت نہیں ملتا ہے :

| | |
|---|---|
| ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان کانا یرزقان المؤذنین والائمۃ والمعلمین والقضاۃ۔ [۲] | حضرت عمرؓ و عثمانؓ دونوں اماموں، مؤذنوں، معلّموں اور قاضیوں کو تنخواہیں دیتے تھے۔ |

**قرآن کی تعلیم پر وظیفہ مقرر کیا**

(۴۷) قرآنِ حکیم کی تعلیم پر لوگوں کے وظیفے مقرر کئے اور امرائے لشکر کو لکھ بھیجا کہ :

| | |
|---|---|
| ان ادعوا الی کل من حمل القرآن حتی الحقہم فی الشرف من العطاء وارسلہم فی الآفاق یعلّمون الناس [۳] | جن کو قرآن یاد ہو ان کو میرے پاس بھیجو تاکہ وظیفہ پانے والے معززین میں ان کو شامل کروں اور تعلیمِ قرآن کے لئے اطراف میں ان کو بھیجوں۔ |

**جبری تعلیم کا حکم دیا**

(۴۸) بدوؤں کے لئے جبری تعلیم کا حکم دیا چنانچہ ابوسفیان نامی ایک شخص کو متعین کیا کہ قبائل میں پھر کر لوگوں کو تعلیم پر مجبور کرے اور جس کو قرآنِ حکیم کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اس کو سزا دے۔

"آغانی" میں ہے :

| | |
|---|---|
| بعث عمر بن الخطاب رجلا من قریش یقال لہ ابوسفیان یستقری اھل البادیۃ فمن لم یقرأ شیئاً من القرآن عاقبہ [۴] | حضرت عمرؓ نے قریش کے ایک آدمی ابوسفیان نامی کو اہلِ بادیہ کی طرف روانہ کیا کہ وہ ان سے قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرے جس نے قرآن بالکل نہ پڑھا ہو اس کو سزا دے۔ |

---

[۱] اخبار القضاۃ لمحمد بن خلف از الفاروق۔ [۲] تاریخ عمرؓ للعلامہؒ بن الجوزی الباب التاسع والثلاثون ص۱۰۱
[۳] کنز العمال ج۱ فی فضائل القرآن۔ [۴] کتاب الآغانی ج۶ اخبار زید الخیل والنسب ص۵۸



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



عورتوں کی تراویح کے لئے الگ قاری مقرر کیا

(۴۹) حضرت عمرؓ نے تیسویں پروگرام کے تحت عورتوں کی تراویح کے لئے علیحدہ قاری مقرر کیا جس طرح مردوں کے لئے مقرر کیا تھا:

| | |
|---|---|
| ھو اول من جمع الناس علی قیام رمضان | حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے لوگوں کو |
| وکتب به الی البلدان وجعل بالمدینة | قیام رمضان پر جمع کیا اور مختلف شہروں میں |
| قارئین قاریًا یصلی بالرجال وقاریًا | لکھ بھیجا مدینہ میں دو قاری مقرر کئے۔ ایک مردوں |
| یصلی بالنساء [1] | کو نماز پڑھاتا تھا اور دوسرا عورتوں کو پڑھاتا تھا۔ |

سن ہجری مقرر کیا

(۵۰) حضرت عمرؓ نے سن ہجری مقرر کی حالانکہ اس سے پہلے مہینوں سے تاریخ لکھنے کا رواج تو تھا مگر سن سے نہ تھا:

| | |
|---|---|
| استشار عمرؓ فی التاریخ فاجمعوا | حضرت عمرؓ نے تاریخ کے بارے میں مشورہ کیا |
| علی الھجرة [2] | لوگوں نے ہجرت پر اتفاق کیا۔ |

وارد و صادر کے لئے مال گودام بنایا

(۵۱) حضرت عمرؓ نے وارد و صادر کے انتظام کے لئے مال گودام بنایا جس میں ضرورت کی مختلف چیزوں کا اہتمام تھا صرف وعظ و تلقین پر اکتفا نہیں کیا:

| | |
|---|---|
| فجعل فیھا الدقیق والسویق والتمر | مال گودام میں آٹا۔ ستو۔ کھجور۔ کشمش اور |
| والزبیب وما یحتاج الیه یعین به | دوسری ضرورت کی چیزیں تھیں جن کے ذریعے |
| المنقطع به والضیف [3] | مسافروں اور مہمانوں کی مدد کی جاتی تھی۔ (باقی) |

---

[1] تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی الباب الثلاثون صـ۵۸ وطبقات ابن سعد ج۳ ذکر استخلاف عمر صـ۲۸۱

[2] 〃 〃 〃 صـ۵۸ [3] 〃 〃 〃 〃 صـ۲۸۳


## کتابتِ حدیث

مؤلف: مولانا سید منت اللہ شاہ صاحب رحمانی (سجادہ نشین خانقاہِ رحمانی مونگیر)

حدیثوں کی ترتیب و تدوین کی تاریخ پر ایک جامع مقالہ: قیمت: ۱/۲۵

مکتبۂ برہان، اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۶




© rasailojaraid.com